توحید روح آزادی ہے

تحریر: زاہد اعظمی

جس وقت اسلام کا آفتاب عالم تاب افق خاور سے طلوع ہو رہا تھا اس وقت دنیا دو عظم الشان سلطنتوں کے ماتحت تھی ایک ایران دوسری روما۔ تاریخیں اس بات پر متفق ہیں کہ اندرونی اور بیرونی خلفشار کی وجہ سے ایران کی بنیادیں متزلزل ہو چکی تھیں لیکن دوسری سلطنت کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ اپنی پرانی شان و شوکت اور پہلی عظمت پر بدستور قائم تھی دوسری سلطنتیں اس کی سطوت سے برابر لرزہ براندام تھیں اس کی قدیم روایات کے مطابق اس وقت بھی اس میں تہذیب و تمدن کا ایک حصہ ضرور موجود تھا۔ مگر تواریخ نے جسے تہذیب و تمدن کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ کیا ہے؟ اسے علامہ لاروس کی زبانی سنئے۔

رومانیوں کے نظامات سلطنت کیا تھے؟ بالکل وحشت اور سراسر قساوت تھے جو قوانین کی شکل میں نافذ تھے جو روما کے اخلاقی فضائل کے نام سے شہرت پا چکے تھے۔ مثلاً بہادری، مکر، دور اندیشی اور قومی اخلاص وغیرہ وہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے چوروں اور راہزنوں میں پائے جاتے ہیں۔ روما کی فطرت در حقیقت وحشت کا لباس پہنے ہوئے تھی جس میں بجز حرص و طمع اور اجنبیوں کے ساتھ عداوت اور کینے کے اور کوئی چیز نہ تھی روما کی عظمت و فضلیت سے مراد وہ اعمال ہیں جو تلواروں اور تازیانوں کے ذریعہ انجام دیئے جا رہے تھے اور اسیرانِ جنگ پر جو عذاب اور قید کے حکم نافذ کئے جاتے تھے اور بوڑھوں کو فتح کی گاڑیاں کھینچنے کی سزائیں دی جاتی تھیں۔

دنیا کی مہذب سے مہذب قوموں اور سلطنتوں کے یہ حالات تھے تو پھر غیر مہذب اور وحشی قبائل کے کیا حالات رہے ہوں گے۔ اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچھے

جانے کی ضرورت نہیں یورپ ہی کو دیکھ لیجئے جسے آج اپنی آزادی پر کتنا ناز اور غرور ہے دوسری قوموں پر ہنس رہا ہے۔ اور بے جا تنقید کرتا رہتا ہے۔ مگر یہ آزادی اسے کب اور کیسے حاصل ہوئی۔ یہ بات قابل توجہ ہے بقول فرنگ

یورپین اقوام کو تمدنی مساوات حاصل ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ زیادہ سے زیادہ ایک صدی ہونے کو آئی ہے۔ اور ان کا یہ تمدنی مساوات جو ان میں اور ان کی ہمسایہ قوموں میں سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے وہ کسی قدیم زمانہ کی یادگار نہیں ہے۔ بلکہ گزشتہ صدی کی خونریز بغاوتوں کا نتیجہ ہے۔

موسیو برتلو (BARTHLOT) کہتا ہے کہ علم کو موجودہ آزادی صرف (۲۵۰) سال سے حاصل ہے۔

مساوات جس کے متعلق نپولین کہتا ہے کہ ہر عدالت کا سرچشمہ ہے خواہ وہ قوموں کے درمیان ہو یا افراد کے درمیان" اور فلاسفر کونڈ سی کہتا ہے کہ "طبعی مساوات انسانی افراد کے لئے اپنے حقوق کی شناخت کا سب سے پہلا اصول ہے۔ اور اسی پر تمام اخلاق حمیدہ کی بنیاد ہے" گزشتہ صدی تک غیر موحد قوموں میں یہ بالکل مفقود رہی' ظہور اسلام کے وقت یہی یورپ وحشت اور درندگی کا پورا نمونہ تھا۔

توحید نے دنیا کو کیا دیا :۔ یہ توحید ہی تھی جس نے بنی اسرائیل کو غلامی کے بندھن سے آزاد کیا۔ اور فرعونیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کر چلے جانے والے موسیٰ کو پھر انہیں فرعونیوں پر غلبہ اور اقتدار دیا۔ بنو اسرائیل کئی پشتوں سے فرعونیوں کی غلامی میں تھے فرعونیوں نے ان کی غلامی سے بے حد فائدہ اٹھایا اور ہمیشہ ان کے متعلق یہی سمجھا کہ یہ ہماری غلامی ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ کبھی اسرائیلیوں کو اپنی آزادی کا خیال نہیں آیا۔ اور نہ اس کے مطالبہ کی جرات ہوئی مگر توحید باری نے ان کی آنکھیں کھول دیں اور کچھ ہی دنوں میں انہیں اس قابل بنا دیا کہ اپنی غلامی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں اور اپنی

آزادی کے مطالبہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ غلامی کرتے کرتے جنکے دل ودماغ اور افکار و خیالات غلامانہ ہو چکے تھے۔ فرعونیوں کا جن پر اس قدر رعب چھا چکا تھا۔ کہ ان سے آنکھ ملاتے بھی جھجکتے تھے۔ اپنے حق آزادی کا ان سے مطالبہ کرنا تو درکنار ان سے گفتگو کرتے ہوئے بھی گھبراتے تھے۔ کیا ایسی مرعوب و مجبور قوم کے متعلق یہ تصور بھی کیا جا سکتا تھا کہ وہ ایسی حاکم و جابر حکومت کے خلاف اتنے بڑے مطالبہ کا اعلان کر سکتی تھی۔ اور اپنے مقصد میں سو فیصدی کامیابی ہو سکتی تھی۔ یہ سب کیا تھا؟ توحید ہی کی کرشمہ سازیاں تھیں۔

توحید وہ قوت ہے جو انسانوں کے اندر عملی 'اسپرٹ پیدا کر دیتی ہے ارادوں کو پختگی اور عزائم کو بلندی عطا کرتی ہے اخوت و ہمدردی اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے ہر قسم کے خوف و خطر اور پراگندہ خیالات و اوہام باطلہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ یاس و قنوطیت اور بزدلی و پست ہمتی کے پردوں کو چاک کر دیتی ہے۔

یہ توحید ہی تھی جس نے مسیحؑ کے دل سے صلیب تک کا خوف دور کر دیا اور آزادانہ حق گوئی کا جذبہ دیا۔

یہ توحید ہی کی اسپرٹ تھی جس نے بے یار و مددگار اور نہتے ابراہیمؑ کو نمرود جیسے جلاد اور جابر شہنشاہ کے خلاف اعلان حق پر مجبور کر دیا۔ آگ اور سنگباری کے خوف سے بے نیاز کر کے سارے خاندان کے آگے بت پرستی کی توہین اور دعوت توحید پر آمادہ کر دیا۔

یہ توحید ہی کا کرشمہ تھا جس نے عرب جیسی حقیر اور بے مایہ قوم کو ایران و روما جیسی عظیم الشان سلطنتوں سے ٹکرا دیا۔ (جو کبھی انہیں عربوں پر حکومت کے خواب دیکھ رہی تھیں) ایک دوسرے کے دشمن عربوں کو آپس میں گلے ملا دیا۔ خونخوار اور درندہ صفت عربوں کو انسانیت اور ہمدردی کا پیکر بنا دیا۔ لٹیروں اور راہزنوں کو جہاں بان اور جہاں آرا بنا دیا۔ مفلس اور غریب عربوں کے قدموں پر بڑے بڑے شہنشاہوں کے تاج و تخت ڈال دیئے۔ وہ قوم جو کبھی تہذیب و تمدن کے نام سے بھی آشنا نہ تھی۔ اسی قوم کو ساری دنیا کے لئے تہذیب و تمدن کا وہ اعلیٰ نمونہ بنا دیا جس کی نظیر پیش کرنے سے تواریخ عالم آج تک قاصر

ہیں۔ اونٹ اور بکری چرانے والوں کو اسی (۸۰) سال کے اندر آدھی دنیا کا خود مختار حکمران بنادیا۔

غرض دنیا کو اگر کسی نے حریت کا سبق دیا ہے تو صرف توحید نے دیا ہے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ کہہ سکتے ہیں کہ توحید نے انسانی دنیا کو جس قدر آزادی بخشی اور غلامی کی زنجیریں تڑوائی ہیں اس کی نظیر نہ دنیا کی کسی غیر موحد سلطنت سے مل سکتی ہے۔ نہ کسی کافر شہنشاہ ہی سے۔ نمرود نے اپنی رعایا پر صرف حکمرانی ہی نہیں بلکہ اپنی خدائی کو منوایا۔ ذونواس نے رعایا سے صرف خدمت ہی نہیں لی بلکہ اپنے آپ کو پجوایا بھی۔ ایسی صورت میں کسی غیر موحد قوم کی آزادی کا سوال ہی کہاں اٹھتا ہے۔ اور اگر اٹھایا بھی جائے تو جواب ظاہر ہے۔

اسلام اور اہل اسلام :۔ دنیا کی تمام توحید پرست قوموں کے ہر ہر فرد کا اگر ذکر کرلے بیٹھیں تو مضمون از حد طویل ہو جائیں گا۔ اور یہ بھی ہے کہ بجز مسلمانوں کے دیگر موحد اقوام کی کوئی مفصل و مستند تاریخ بھی نہیں ہے کہ جس کی مدد سے ہم ان قوموں کے ہر ایک فرد کے صحیح حالات ناظرین کے سامنے پیش کرسکیں۔ لہٰذا ہم آئندہ سطروں میں اپنے زیر بحث موضوع کو ثابت کرنے کے لئے صرف اہل اسلام کو پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔ کیونکہ اسلام نے بھی دیگر مزاہب سماویہ کی طرح توحید ہی کو بنیادی اصول قرار دیا ہے اور حقیقت میں اسلام کوئی الگ اور مستقل مذہب تو نہیں ہے بلکہ سارے آسمانی مذاہب و شرائع کا نچوڑ اور تمام انبیاء و رسل کی تبلیغ و دعوت کا خلاصہ ہے۔ اسلام کی توحید سے وہی نسبت ہے جو دن کو سورج یا سورج کو دن سے۔ اہل اسلام کے کچھ افراد کا ذکر کرکے یہ دکھائیں گے کہ توحید نے اسلامی دنیا کو اجتماعی و انفرادی مساوات کا سبق دے کر آزادی جیسی نعمت عظمیٰ سے کس قدر سرفراز کیا ہے۔ اور جائز حدود کے اندر کہاں تک آزادی دی ہے۔

آزادی کا مفہوم :۔ آزادی کا جب نام لیا جاتا ہے تو دنیا کے سامنے سب سے پہلے نفس کی آزادی آتی ہے۔ پھر عقلی و عملی، فکری و ارادی آزادیاں یکے بعد دیگرے آتی ہیں۔ ہم

آزادی کو تین قسموں میں منقسم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہیں تین قسم کی' آزادیوں کو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اہمیت حاصل رہی ہے۔ یعنی نفس کی آزادی عقل کی آزادی اور علم کی آزادی ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آزادی کی قسمیں ہیں جو انہیں تین قسموں کے ضمن میں آجاتی ہیں۔

آزادی کی ایک ایک صنف کا اب مطالعہ کرتے جایئے اور دیکھئے کہ توحید کہاں کہاں آزادی کے مانع ہوتی ہے۔

نفس کی آزادی :- یاایھاالناس اناخلقنا کم من ذکر و انثی

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اس آیت نے تمام ظاہری تفوق و امتیاز کو مٹادیا۔ خواہ وہ سلطان ہوں یا رعایا کمزور ہوں یا طاقتور' عربی ہوں یا عجمی' شہری ہوں یا دیہاتی' بحیثیت انسان کے سب اسکی نظر انصاف میں ایک ہی مرتبہ رکھتے ہی۔ لہٰذا سلطان رعایا کے حقوق ضبط کرنے کا مجاز نہیں۔ طاقتور کمزور پر ظلم نہیں کر سکتا۔ عربی عجمی کے مقابل میں فخر نہیں کر سکتا۔ شہری دیہاتیوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں کسی کی بلندی و سرفرازی کا تمام تر انحصار روحانیات پر ہے نہ کہ مادی ترقیوں اور ہیبتوں پر' تاریخ انسانی اس بات پر شاہد عدل ہے کہ توحید پرست ہمیشہ سے مادی ہیبتوں اور ظاہری رامش و رنگ سے بے باک و بے نیاز رہ چکے ہیں توحید کا دربار چونکہ عدل و انصاف کا دربار ہے لہٰذا اس نے انسانوں کو مساوات و برابری کا سبق سکھادیا ہے۔ ہر توحید پرست نے یہ سبق سیکھا اور ہمیشہ اسے یاد بھی رکھا۔

توحید نے حقدار کو اس بات کی پوری پوری اجازت دی ہے کہ وہ اپنا حق ہر ممکنہ طریقہ سے حاصل کرے۔ اگر نرمی سے نہیں لے سکتا۔ تو سختی سے لے اگر مانگ کر نہیں لے سکتا۔ تو لڑ کر اور تلوار اٹھا کر لے۔ یہی وہ سبق تھا جس نے لاکھوں اور کروڑوں جسموں پر حکومت کرنے والے خلیفہ اعظم عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک حقیر بدو کو کھڑا کردیا اور بھرے مجمع میں صاحب جلال خلیفہ کو تلوار تک نکال کر دھمکانے کی جرات بے پایاں بخشی۔

اسی خلیفہ کے روبرو ایک کمزور بڑھیا بھی نظر آتی ہے جو خلیفہ کے حکم کو غلط ثابت کر کے اس پر تنبیہہ کر رہی ہے۔ وہیں ایک...... دیہاتی بھی کھڑا چند بالشت کپڑوں کا خلیفہ سے حساب مانگ رہا ہے۔

یہ توحید ہی کا فیض بیکراں تھا کہ حضور ﷺ کے مشہور غلام اسامہ رضی اللہ عنہ، زید بن حارث کو جو اس وقت بالکل نوعمر تھے۔ (سترہ سال سے ان کی عمر کسی طرح زیادہ نہ تھی۔) ایسی فوج کی کمانڈری کا شرف حاصل ہوا جس میں اکثر و بیشتر بڑے بڑے معزز صحابہ رضی اللہ عنہ، تھے مہاجرین کی بھی ایک بڑی جماعت تھی۔ اور انصار کی بھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، جیسے جلیل المرتبت صحابی اور عرب کے مشہور تاجر 'اسامہ' کے کوتل گھوڑے کو تھامے ہوئے چل رہے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، بھی اس فوج میں شامل ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جو خلیفہ وقت تھے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ، سے عاجزانہ درخواست کر رہے ہیں کہ اگر مناسب سمجھو تو عمر رضی اللہ عنہ، کو میری مدد کے لئے چھوڑ جاؤ۔ جویریہ رضی اللہ عنہ، جو ثابت بن قیس کی لونڈی تھیں باوجود اس کے حرم نبوی میں داخلہ کا اعزاز مل جاتا ہے۔ اور جویریہ اس کے بعد صرف جویریہ نہیں بلکہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہ، بن جاتی ہیں۔ مامون نے لونڈی کی اولاد ہوتے ہوئے بھی دنیائے اسلام کے بہت بڑے حصے پر برسوں حکومت کی بقول موسیو آبو "کل سلاطین قسطنطنیہ لونڈیوں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں اور امیرالمومنین ہی کہہ کر پکارے گئے ہیں" دوسری جگہ یہی فاضل مصنف لکھتے ہیں کہ اکثر اوقات مصر کے امراء نے غلاموں کو خرید کر ان کی پرورش کی ہے اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلا کر اپنی کسی بیٹی سے شادی کر کے اپنی پوری جائیداد کا ان کو مالک بنا دیا ہے۔ قاہرہ میں اکثر وزراء سپہ سالار اور جلیل القدر حکام اسی قسم کے نظر آتے ہیں جو اپنے بچپن میں آٹھ سو روپیوں سے بارہ سو تک بکے ہیں۔

مصر میں غلاموں کو وہ آزادیاں حاصل تھیں جو ایک آزاد انسان سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ مصر کے غلام آزادی پر غلامی کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ ان غلاموں کا

اپنے آقاؤں سے ایک مرتبہ بھی آزادی کی درخواست کرنا ان کی آزادی کے لئے کافی تھا۔ مگر انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ بس یہی کہ ان کو ایسی غلامی سے کوئی نفرت نہ تھی۔ جس میں ہر قسم کی آزادیاں میسر ہوں۔ بقول ڈاکٹر لیبان "عرب کے غلاموں کی حالت یورپ کے مزدور پیشہ ملازموں سے بہت بہتر تھی۔" موسیو امیرین اس سلسلہ میں کہتے ہیں "بے شک ہم اس امر کو چھپا نہیں سکتے۔ کہ اسلامی ممالک میں لونڈیوں اور غلاموں کی زندگیاں نہایت ہی آرام و آسائش کے ساتھ بسر ہوتی ہیں۔"

غرض توحید نے مادیت کو بے حقیقت کر کے روحانیت کو مدار شرف قرار دیا۔ چشم ظاہر بیں کو دیدہ حق نگر میں تبدیل کر دیا۔ دنیا کے بیجا مفاخر کو مٹا کر ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا سبق دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آخری مرکز نبوت کی درس گاہ میں ایک بہت بڑی جماعت کو پاتے ہیں جس کا ہر ایک فرد نشہ توحید سے چور ہے جس میں بڑے بھی ہیں چھوٹے بھی' مالدار بھی ہیں غریب بھی' آزاد بھی ہیں غلام بھی' ملکی بھی ہیں غیر ملکی بھی' اہل زبان بھی ہیں غیر اہل زبان بھی' اعلی خاندان کے بھی ہیں۔ نچلے طبقے کے بھی تعلیم یافتہ بھی ہیں امی بھی غرض ہر قسم کے لوگ وہاں موجود ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان میں ہر شخص اپنے مساوی حقوق رکھتا ہے۔ کسی کو اپنے علم یا مال پر غرور و تکبر ہے نہ اپنی بے مائیگی و بے علمی کا رنج' نہ کسی کو اپنے اعلیٰ خاندان پر فخر ہے نہ کسی کو خاندانی شرافت سے محرومی کا قلق۔ ایک ہی صف میں سارے کھڑے ہوئے ہیں۔ نہ کوئی اکڑ رہا ہے۔ نہ کوئی جھجک محسوس کر رہا ہے۔

حبش کے نجاشی بادشاہ اصحمہ کو یہاں وہی حقوق حاصل ہیں۔ جو بلال حبشی کو حاصل ہیں۔ معان کے رئیس فروہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں۔ جو یاسر کو حاصل ہیں۔ حمیر کے رئیس ذوالکلاع کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو صہیب رومی کو حاصل ہیں۔ یمن کے رئیس فیروز دیلمی کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں۔ جو خباب کو حاصل ہیں۔ قبیلہ ہمدان کے رئیس عامر بن شہر کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو عمار کو حاصل ہیں۔ عمان کے رئیس جعفر کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں۔ جو ابو فکیہہ کو حاصل ہیں۔

ایک طرف ماعز بن مالک اسلمی کو زنا کے جرم میں سنگسار کیا جارہا ہے تو دوسری طرف ولید بن عقبہ (گورنر کوفہ) جیسے حکیم دوراں اور متقی ہستی کی پیٹھ پر شراب نوشی کے اتہام میں کوڑے برسائے جا رہے ہیں۔ ایک طرف زناکاری کی وجہ سے غامدیہ کی جان لی جا رہی ہے۔ تو دوسری طرف داعی توحید اعلان کر رہا ہے۔ "وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا"۔ (بخاری صہ ۱۱۰۳) سرور انبیاءؐ ایک طرف قبائل عرب سے مخاطب ہے کہ انقذوا انفسکم من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئا۔ تو دوسری طرف اپنی ہی لخت جگر کو سمجھا رہا ہے۔ "انقذی نفسک من النار سلی ما شئت من مالی فانی لا املک لک من اللہ شیئا"۔ اور یہی بات اپنی عمہ محترمہ سے بھی کہے جا رہے ہیں۔

اس تمام بحث سے آپ کس نتیجہ پر پہنچے؟ کیا فلاسفر کونڈسی کے اس حکیمانہ قول کی یہاں پوری پوری عملی تصدیق نہیں ہو رہی ہے؟ کیا نپولین کے اس نظریہ کی پوری جھلک یہاں نمایاں نہیں ہے؟ غرض توحید پرستی نے دنیا کو کیا نہیں دیا۔ اور کیا نہیں بنایا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا توکل فاروق رضی اللہ عنہ کا جذبہ خلق پروری' عثمان رضی اللہ عنہ کی امن پسندی علی رضی اللہ عنہ کا بے پناہ جوش' ابوذر رضی اللہ عنہ کی شان استغنا' صہیب رضی اللہ عنہ کی مالی قربانی حبیب رضی اللہ عنہ کی جان سپاری' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایثار' حرام بن سلمان رضی اللہ عنہ کی سرفروشی' عبدالعزیز بن زراہ کا شوق شہادت' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا صبر' عمار رضی اللہ عنہ' سعید رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا بار بار پٹنا اور اف نہ کرنا خباب رضی اللہ عنہ کا دہکتے ہوئے کوئلوں پر لیٹ جانا اور حرف شکایت زبان پر نہ لانا۔ بلال رضی اللہ عنہ' ابو فکیہ رضی اللہ عنہ کا ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کر لینا۔ اور بجز لا الہ الا اللہ کے کوئی کلمہ نہ کہنا۔ کس اعجاز کے کرشمے تھے۔ آخر توحید ہی کے تو تھے۔

اگر اخلاص و ہمدردی' ایثار و قربانی' استغنا و بے نیازی جرات و شجاعت' اخوت' و رحمدلی کے لئے جذبہ سرفروشی و جاں سپاری ہی کا نام غلامی ہے تو ایسی غلامی پر دنیا کی لاکھوں

اور کروڑوں آزادیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ اور اسے غلامی کہنے والوں کی عقل پر دنیا کو دل کھول کر ہنسنا چاہئے۔

توحید پرستی کے یہ بہترین اثرات دنیا کی نظروں سے کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے اور جو تعلیمات اس نے دنیا کو دی ہیں اور جائز حدود کے اندر جس قدر دنیا کو نعمت حریت و دولت آزادی سے سرفراز کیا ہے اسے تاریخ انسانی کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ دنیا کی مہذب اور متمدن قوموں نے جسے آزادی سمجھا ہے وہ کس قدر بھونڈی' بدشکل اور کس حد تک خطرناک بھی ہے مگر توحید نے جو آزادی کا معیار قائم کیا ہے وہ کتنا پاکیزہ اور شائستہ ہے اور ساتھ ہی ساتھ کس درجہ پرامن بھی ہے کاش دنیا چشم بصارت کے ساتھ چشم بصیرت بھی رکھتی اور تعصب کی عینک اتار کر دیدہ حق نگر اور نظر انصاف سے اس کا مطالعہ کرتی۔

علم کی آزادی :۔ مہذب اقوام نے عوام کے لئے علم کو حرام قرار دیا تھا۔ اور ہر کس و ناکس کے لئے تعلیم کو سخت ترین جرم ٹھہرادیا تھا۔ مگر توحید نے اس طلسم کو توڑ ڈالا اور حکم دیا "طلب العلم فریضتہ علی کل مسلم" حصول علم ہر انسان پر فرض ہے۔ خواہ وہ کسی بھی طبقے سے ہو۔ (طالب علم کے آگے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اور ماہیان سمندر دست بدعا رہتی ہیں" کی خوشخبری سنا کر علماء کا مرتبہ دکھایا ورثۃ الانبیاء کا خطاب دیکر علماء کو ان کے اصلی منصب اور مرتبہ سے آگاہ کیا۔ "موت العالم موت العالم" کہہ کر ان کے علو شان کا اعلان کیا۔ اب ایسی صورت میں یہ کہنا کہ توحید علمی آزادی کو مانع ہے۔ کہاں تک درست اور بجا ہو سکتا ہے۔

عقل کی آزادی :۔ حاکم اور فرمان روا قوموں نے محکوم و مطیع قوموں کی عقلوں پر ہمیشہ غلامی کی زنجیریں چست رکھیں اور کبھی انہیں حرکت کا موقع نہی دیا مگر توحید نے اس ظالم قانون کے بھی پرخچے اڑادیئے اور عقل کی اہمیت و ضرورت سے ہر فرد انسانی کو آگاہ و واقف کرایا۔ حکم ہوا کہ کائنات کے ذرہ ذرہ کا بغور مطالعہ کرو۔ جو لوگ ان آیات ربانی سے اپنی آنکھیں بند کئے رہتے ہیں ان کو سخت ملامت کی کہ "و کاءین من ایتہ فی

باقی صـ۴۷ پر